مرثیہ حضرت حُر علیہ السلام

ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی

مرثیہ

حضرت حُر علیہ السلام

ڈاکٹر سیّد ابوالحسن نقوی

سخنور فورم، ملتان

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت اوّل ...... دسمبر 2011ء
کمپوزنگ ...... کمپوگرافکس، ملتان
سرورق ...... راشد سیال
مطبع ...... خورشید آفاق پرنٹر

ملنے کا پتہ

کتاب نگر، حسن آرکیڈ ملتان کینٹ
فون: 061-4510444

مرثیہ حضرت حُر علیہ السلام

مخلوق تو خدا نے بنائی ہے بے شمار
انسان کو اسی نے تو بخشا یہ افتخار
عقل سلیم دے کہ دیا ہے کچھ اختیار
لالچ کا بھوت اس پہ اگر ہو کبھی سوار
گرتا ہے یوں ہوس میں وہ اپنے مقام سے
کرتا ہے دشمنی وہ خدا کے نظام سے

سجدہ بنایا شکر کے اظہار کے لیے
معبود سے خلوص کے اقرار کے لیے
وہ ذات ہے رحیم خطاکار کے لیے
توبہ کا در کھلا ہے گنہگار کے لیے
اس کے کرم کی شان نرالی ہے دیکھیے
منکر بھی اس کے در کا سوالی ہے دیکھیے

معبود کا ہے عبد سے رشتہ بڑا عجب
بندوں پہ ہے کریم بہت دو جہاں کا رب
مخلوق پر جو ظلم ہو بے وجہ و بے سبب
نازل وہیں پہ ہوتا ہے اللہ کا غضب
اس کے کرم کی ہو جو نظر آدمی کے ساتھ
پائندگی بھی ملتی ہے پھر بندگی کے ساتھ

انساں کو جینا چاہیے اس کی خوشی کے ساتھ
بندوں پہ رحم کرتے ہوئے سادگی کے ساتھ
خوف خدا کے سائے میں اور آگہی کے ساتھ
کرنی بھلائی چاہیے ہر آدمی کے ساتھ
مخلوق پر کرے جو بشر رحم کی نگاہ
اللہ اس کو دیتا ہے انعام بے پناہ

روزِ ازل سے دشمنِ انساں ہے خود بشر
کی دشمنی اسی سے ہُوا جو بھی معتبر
وہ جانتا ہے موت ہے ہر وقت ہم سفر
افسوس پھر بھی مال سے ہٹتی نہیں نظر
لالچ کا عشق باعثِ آزار بن گیا
ہر دور میں ستم کا وفادار بن گیا

عفوِ بشر کے واسطے ہے خانۂ بتولؑ
زہراؑ کے احترام میں اٹھتے تھے خود رسولؐ
فطرس کی ان کی وجہ سے توبہ ہوئی قبول
ہے پنجتنؑ سے رحمتِ غفار کا نزول
دنیا پہ ان کو بھیج کے احسان کر دیا
بخشش کا سب کے واسطے سامان کر دیا

کتنا عظیم خانۂ زہراؑ کا ہے مقام
انساں تو کیا ملائکہ کرتے ہیں احترام
یہ گھر وہ ہے کہ جس سے ہے اسلام کو دوام
حق کی طرف سے اس پہ ہوئیں نعمتیں تمام
مجرم کے حق میں اور خطاکار کے لیے
بابِ کرم یہ در ہے گنہگار کے لیے

مشکل میں پنجتنؑ ہی بنے باعثِ نجات
ان کے لہو نے بخشا ہے اسلام کو ثبات
ایسے حلیم جو کریں قاتل پہ التفات
قرآن ان کے اور یہ قرآن کے ہیں ساتھ
وہ دو جہاں کے نعمت و انوار پا گیا
آنکھوں میں اشک لے کے جو اس در پہ آ گیا

آلِ نبیؐ سے اونچا ہے اسلام کا علم
ان پر ہر ایک دور میں ڈھائے گئے ستم
یہ آج جو بچا ہے اگر دین کا بھرم
شبیرؑ کی عطا ہے یہ زینبؑ کا ہے کرم
خوابِ رسولِ پاکؐ کو تعبیر بخش دی
آلِ نبیؐ نے دین کو توقیر بخش دی

خطرہ بنا یزید جو انسان کے لیے
اِک ننگ و عار تھا وہ مسلمان کے لیے
ہر کام کر رہا تھا وہ شیطان کے لیے
مشکلؔ گھڑی تھی صاحبِ ایمان کے لیے
خوں سے بنانے دین کی تقدیر آ گئے
کنبے کو لے کے دشت میں شبیرؑ آ گئے

پہنچے قریبِ کرب و بلا جب شہِ ہدیٰ
آ پہنچی روکنے کے لیے فوجِ اشقیا
اس فوج کے امیر سے مولا نے یہ کہا
کیا نام ہے تو کون ہے اے بندۂ خدا
وہ بولا اے امامؑ یہ سب فوجِ شام ہے
سالارِ فوجِ شام ہوں، حُرؑ میرا نام ہے

بولے امامؑ کس لیے روکا ہے کارواں
پہنانا چاہتا ہے تو کیوں ہم کو بیڑیاں
ہو کر زمیں پہ چھونے کی خواہش ہے آسماں
کیوں بن رہا ہے دین کے دشمن کا ترجماں
جز حق کہیں بھی سر کو جھکاتے نہیں ہیں ہم
ناحق کہیں بھی تیغ اٹھاتے نہیں ہیں ہم

غازیؑ سے بولے شاہ کہ اے شیرِ مرتضیٰؑ
آیا ہے خوب دور سے لشکر یہ شام کا
اس فوج کو تو بن میں ہے مشکل کا سامنا
مشکیزے ان کے خشک ہیں اور دشتِ کربلا
ان پر بھی اب تمہارے کرم کی ہو کچھ نظر
عباسؑ تم بھی ساقیِ کوثر کے ہو پسر

تب حُرؑ نے سر جھکا کے کہا سیدہؑ کے لالؑ
گستاخی آپؑ سے کروں، ہے کیا مری مجال
گھر آپ کا ہے معتبر اے شاہ خوشخصال
اس کی ثنا تو کرتا ہے خود ربِ ذوالجلال
گستاخِ پنجتنؑ تو ہے بے دین یاامامؑ
مقصد نہیں ہے آپ کی توہین یاامامؑ

القصہ کربلا میں لگائے گئے خیام
ہر سمت سے اڈتی چلی آئی فوج شام
آلِ رسولؐ ہو گئے صحرا میں تشنہ کام
حُرؑ کو نہ بھولا آلِ نبیؐ کا کرم مدام
وحشت یزیدی فوج کی صحرا پہ چھا گئی
نوبت وہاں پہ قتلِ حسینؑ تک آ گئی

کرتا تھا اپنے آپ سے وہ ہر گھڑی سوال
کہ گھر گیا ہے دشت میں جو سیدہؑ کا لال
قتلِ حسینِؑ پاک کا یہ جو ہے احتمال
کر دی ہے اس میں حرمتِ اسلام پائمال
گر قتل شاہؑ ہو گیا اس سر زمین پر
خونِ رسولؐ ہو گا تری آستین پر

سنتا تھا العطش کی صدا جب وہ رات کو
حسرت سے دیکھتا تھا وہ بہتے فرات کو
کہتا تھا کیا کروں گا میں اس کائنات کو
حُبِ امامؑ چاہیے سب کی نجات کو
محصور اِس جگہ پہ جو عالی نسب ہُوا
یہ ظلم اِن کی ذات پہ میرے سبب ہُوا

آ کر ہُوا وہ خیمہ میں زوجہ سے ہم کلام
دیکھا کہ بیٹھی اشک بہاتی ہے تشنہ کام
کہنے لگا کیا نہیں تُو نے مجھے سلام
وہ بولی ہے تمہارے لیے شرم کا مقام
آلِ رسولؐ کو نہ اگر تم بچاؤ گے
پھر سیدہؑ کو حشر میں کیا منہ دکھاؤ گے

اے حُرؑ مجھے تو نیند نہیں آتی رات بھر
آوازِ گریہ آتی ہے صحرا سے تا سحر
کہتی ہے قتل ہو گا مرا لاڈلا پسر
ہے کاٹنے کی فکر میں یہ فوج اُس کا سر
جو آبرو ہے دین کی اور ماں کے دل کا چین
پالا ہے چکی پیس کے زہرؑا نے وہ حسینؑ

اے حُرؑ خیامِ شاہؑ میں ہیں پاک بیبیاں
پیاسے ہیں تین روز سے اطفالِ بے زباں
روکا تھا ہم نے دشت میں سیدؑ کا کارواں
اس پر کہیں نہ ٹوٹ پڑے ہم پہ آسماں
میں جانتی ہوں تجھ سے ہوئی ہے بڑی خطا
مشکل گھڑی ہے شاہؑ پہ ان کی مدد کو جا

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولا وہ خوشخصال
کیا بخش دے گا اب بھی مجھے فاطمہؑ کا لال
جو کچھ کِیا ہے میں نے ہے اس کا بڑا ملال
میرا گناہ ایسا ہے جس کی نہیں مثال
گر بخش دیں کسی طرح میری خطا امامؑ
ہنس کر سہوں گا دیں گے جو مجھ کو سزا امامؑ

بیٹے کی خیمہ گاہ میں آیا بہ چشمِ تر
دیکھا کہ مضطرب ہے وہاں نوجواں پسر
حالت سے ہے عیاں کہ نہیں سویا رات بھر
حُرؑ بولا رکھ کے گود میں بیٹے کا اپنے سر
جانِ پدر بتاؤ مجھے اپنے دل کا حال
چہرے پہ آج کیوں ہے ترے اس قدر ملال

وہ بولا اے پدر مجھے بتلایئے ذرا
کیا اس جہاں میں ہے کوئی اکبرؑ سا مہ لقا
ہے باپ کائنات میں کوئی حسینؑ سا
کہیے حسینؑ ابنِ علیؑ کی ہے کیا خطا
پانی ہے بند بچوں پہ اس تپتی دھوپ میں
اس فوج میں درندے ہیں انساں کے روپ میں

ہے ہر طرف یزید کی فوجوں کا اژدہام
افسوس اہلِ بیتؑ ہیں جنگل میں تشنہ کام
نرغے میں آ گیا ہے یہاں دین کا امامؑ
سبطِ نبیؐ ہے دہر میں اسلام کا دوام
انصاف کیجئے کہ پئیں ہم تو سرد آب
اور ترسے بوند بوند کو اولادِ بوترابؑ

پیشانی چوم کر یہ کہا حُرؑ نے مرحبا
بیشک نہیں ہے کوئی بھی اکبرؑ سا مہ لقا
اس کائنات میں نہیں کوئی حسینؑ سا
کوئی نہیں ہے فاطمہؑ کے لال کی خطا
بس مجھ پہ کر دیں اپنے کرم کی نظر حسینؑ
بدلے میں چاہے کاٹ لیں میرا یہ سر حسینؑ

میں کس طرح ملاؤں گا مولاؑ سے اب نظر
لے چل یہ ہاتھ میرے پسِ پشت باندھ کر
پھر بھی معافی دے نہ جو کونین کا قمر
کرنا وہی جو میں تجھے کہتا ہوں بے خطر
بیٹا پھر اپنے قلب و جگر کو سنبھال کر
سر کاٹ دینا تیغِ حسینی نکال کر

بیٹے کو ساتھ لے کے وہ آیا اخی کے پاس
اٹھا نہ احترام کو مطلق وہ حق شناس
دیکھا کہ وہ ہے پہنے ہوئے جنگ کا لباس
تحریر اک زمین پہ رکھی ہے اس کے پاس
لکھا ہے اس پہ قرض نبھاؤں گا میں ضرور
لشکر میں شاہِ دین کے جاؤں گا میں ضرور

ظلمات سے وہ چل پڑا تنویر کی طرف
وہ جا رہا تھا لوٹ کے تقدیر کی طرف
دینِ رسولِ پاکؐ کی توقیر کی طرف
حُر ان کو لے کر چل پڑا شبیرؑ کی طرف
وہ ذات سارا دین تھا جس کی پناہ میں
جاتا تھا حُر بھی آج اسی بارگاہ میں

بندھوائے ہاتھ بیٹے سے اس نے پسِ کمر
پھر چل پڑا خیام کی جانب جھکا کے سر
تھا شرمسار اتنا کہ اٹھتی نہ تھی نظر
بے چین اس قدر تھا کہ کٹتا نہ تھا سفر
شرمندگی جھلکتی تھی اس کی جبین پر
خیموں سے دور بیٹھ گیا وہ زمین پر

سُنیے گا اب خیامِ حسینیؑ کا ماجرا
شبیرؑ نے بُلا کے یہ عباسؑ سے کہا
مہمان آ رہا ہے ذرا دیر میں مرا
خاطر میں اس کی ہو نہ کمی شیرِ مرتضےٰ
دیتا ہے احترام وہ آلِ رسولؐ کو
ہم نے معاف کر دیا ہے اس کی بھول کو

جب حُرؑ کو دیکھا، شاہؑ نے فرمایا، مرحبا
قدموں سے پھر اُٹھایا، گلے سے لگا لیا
اس کی رسن کو کھول کے مولاؑ نے یہ کہا
عباسؑ ہم کو پیری میں اِک بھائی مل گیا
یہ سن کے اور رونے لگا وہ وفا شعار
دشتِ بلا میں ہوتے تھے اصحاب اشکبار

پھر بیٹھا شہؑ کے قدموں میں اپنا جھکا کے سر
شرمندہ اس قدر تھا کہ قدموں پہ تھی نظر
گر گر کے اشک کرتے تھے دامن کو اس کے تر
فضّہؑ یہ آ کر بولی کہ اے شاہِ بحر و بر
آئی ہوں لے کے خیمے سے یا شاہؑ یہ پیام
بھیجا ہے بنتِ زہرؑا نے مہمان کو سلام

حُرؑ نے کہا تڑپ کے گنہگار ہے غلام
میرے سبب ہی آج ہیں اطفال تشنہ کام
آلِ نبیؐ کا کرتے ہیں افلاک احترام
مجھ جیسے بدنصیب کو بھیجا ہے کیوں سلام
اب دیں سزا امام مجھے میری بھول پر
قربان میری جان ہو آلِ رسولؐ پر

القصہ نکلا جنگ کی خاطر جواں پسر
وہ جنگ کی کہ ہو گیا میداں لہو سے تر
زخموں سے خون بہنے سے دھندلا گئی نظر
پھر غل ہوا کہ گر گیا میداں میں نامور
بیٹے کو خیمہ گاہ میں لانے کے واسطے
حُرؑ جا رہا تھا لاش اٹھانے کے واسطے

جب نوجواں کی لاش پہ پہنچا وہ حق شناس
دیکھا حسینؑ بیٹھے ہیں اس کے پسر کے پاس
ہے تر جواں کے خون سے شبیرؑ کا لباس
پہلو میں ان کے اکبرؑ ذیشاں بھی ہیں اداس
حُرؑ بولا کام دین کے آیا مرا پسر
زحمت اٹھائی آپ نے یا شاہِ بحر و بر

شہؑ بولے اس جوان کا ہے خون معتبر
میت کبھی پسر کی اٹھاتا نہیں پدر
بیٹے کے غم کا داغ نہیں مٹتا عمر بھر
ہے موت باپ کے لیے مرگِ جواں پسر
یہ کہہ کے شہ نے خود ہی اٹھائی جواں کی لاش
خیموں کے پاس لا کے لٹائی جواں کی لاش

حُرؑ آیا جنگ کے لیے پھر باندھ کے سپر
کہتا تھا وہ لعینوں سے اے قومِ بے خبر
کیا جانتے نہیں یہ گھرانا ہے معتبر
افسوس کاٹنے کو ہو اسلام کا شجر
سب کلمہ گو ہو تم سے مرا ہے یہی سوال
کیا محترم یزید ہے یا سیدہؑ کا لال

جس کو امیر مان کے تم آ گئے یہاں
پاؤں میں جس کے نام کی پہنی ہیں بیڑیاں
وہ دشمنِ رسولؐ ہے شیطاں کا ترجماں
اس کے مقابلے میں ہے یہ مصطفےٰ کی جاں
اے شامیو خدا سے ڈرو یہ ہے بے خطا
اس کے لہو سے تر نہ ہو یہ خاکِ کربلا

اے قوم نابکار میں کرتا ہوں پھر سوال
کیا معتبر یزید ہے یا شاہ خوشخصال
دکھلاؤ گر حسینؑ سی ہے اک کوئی مثال
تعریف جس کی کرتا ہے خود ربِ ذوالجلال
ناحق لہو حسینؑ کا گر اب بہاؤ گے
محشر میں تم رسولؐ کو کیا منہ دکھاؤ گے

تم بھول کیوں گئے وہ فرامینِ مصطفےٰؐ
کوئی نہیں جہان میں میرے حسینؑ سا
میرا حسینؑ مجھ سے ہے میں اس سے اے خدا
میرا وجود اس سے نہیں ہے ذرا جدا
تم لڑ رہے ہو زر کے لیے، نام کے لیے
زہراؑ کا لال نکلا ہے اسلام کے لیے

اے مفسدو سنبھالو بدن پر تم اپنے سر
میں ہوں غلام حضرتِ عباسؑ نامور
میں وہ ہوں جس سے موت ملاتی نہیں نظر
آؤ گے سامنے تو نہ دیکھو گے پھر سَحر
حملہ کروں الٹ کے اگر آستین کو
کانپے فلک تو زلزلہ آئے زمین کو

حجت تمام کر کے چلی تیغِ آبدار
ہمت بڑھاتے جاتے تھے عباسؑ نامدار
کشتوں کے پشتے ان کے لگاتا تھا وہ سوار
تازہ لہو سے ہونے لگا سرخ ریگزار
تیاری کی تھی جنگ کی راتوں کو جاگ کر
ٹیلوں میں چھپتے پھرتے تھے میداں سے بھاگ کر

مصروفِ جنگ ہو گیا پھر وہ غلامِ شاہ
تلوار وہ چلائی کہ اللہ کی پناہ
لاشیں تھیں ہر طرف گئی جس سمت بھی نگاہ
میداں سے ڈر کے بھاگ گئی شام کی سپاہ
ششدر زمیں تھی خوف سا تھا آسمان پر
نادِ علیؑ کا ورد تھا اس کی زبان پر

للکار کر جھپٹتا تھا ان پر حسینیؑ شیر
آتا تھا جو بھی سامنے کرتا تھا اس کو زیر
گردن اتارنے میں وہ کرتا نہیں تھا دیر
وہ بھاگتے تھے جنگ سے منہ اپنا پھیر پھیر
انبار تھے سروں کے جہاں جاتی تھی نظر
گھوڑوں کو بھی خبر نہ تھی اسوار ہیں کدھر

میدان جنگ کا تھا وہ منظر کہ الاماں
حملے تھے حُر کے گویا کہ گرتی تھی بجلیاں
وہ خوف تھا کہ حلق میں اٹکی ہوئی تھی جاں
جرأت پہ اس شجاع کی حیراں تھا آسماں
جس سمت شیر جاتا تھا نرغے کو توڑ کے
ملعون بھاگ جاتے تھے لاشوں کو چھوڑ کر

آخر کو تھک گیا کہ اکیلا تھا تشنہ کام
زخموں سے چور چور تھا اس کا بدن تمام
یہ حال اس کا دیکھ کے اُمڈی سپاہِ شام
فوجوں میں ہر طرف سے گھرا پھر وہ نیک نام
کہتے تھے اس کو گھیر کے جنگل میں مار دو
موقع ملے تو سر سے بدن کو اتار دو

گھوڑے کی زین پر نہ سنبھل پایا لالہ فام
پھر ڈگمگایا، چھوٹ گئی ہاتھ سے لگام
جب زین سے زمین پہ آیا وہ تشنہ کام
پھر دی صدا، سلام ہو تم پر مرے امامؑ
گر ہو سکے تو. دید کی توقیر بخش دو
مولا حسینؑ اب مری تقصیر بخش دو

اے دین حق کی فوج کے سالار السلام
اہلِ وفا کے سید و سردار السلام
ہیں اس جہاں سے کوچ کے آثار السلام
سر کاٹنے کو ہیں یہ جفاکار السلام
یہ آرزو ہے جب مرا قصّہ تمام ہو
قدموں میں اے حسینؑ یہ ادنیٰ غلام ہو

سن کر صدا جو لاش پہ پہنچے امامِ دیں
دیکھا لہو میں غرق ہے سب دشت کی زمیں
بیٹھے دو زانو خاک پہ شہباز کے قریں
بولے حسینؑ پاک یہ پھر چوم کر جبیں
دل کو مرے سکون ہو دو لفظ بول دو
دیکھو حسینؑ آیا ہے آنکھوں کو کھول دو

پھر دیکھا شاہِ دیں نے کہ اک بار لب ہلے
جھک کر سنا تو آئی صدا بخش دیں مجھے
میرے سبب ہی اہلِ حرم در بدر ہوئے
اے کاش میرے خون سے ناموسِ دیں بچے
میں جانتا ہوں، قتل کریں گے یہ بے قصور
کرب و بلا سے دُور چلے جایئے حضور

خواہش یہ آخری ہے مری شاہِ بحر و بر
نکلے جو میری روح تو قدموں پہ ہو یہ سر
مولا ہو التفات یہ ہے آخری سفر
مرنے لگوں تو آپ کے چہرے پہ ہو نظر
طاقت نہیں بدن میں مرے یا امامِ دیں
رکھ دیں اٹھا کے قدموں پہ مولا مری جبیں

تڑپا یہ کہہ کے خاک پہ وہ شیر کرد گار
آنکھوں سے چوما شاہ کے قدموں کو ایک بار
تھا آسماں ملول تو افسردہ ریگزار
خیمے کے در پہ اہل حرم سب تھے اشکبار
چہرے پہ تھا ملال شہِؑ دیں پناہ کے
اور حُرؑ کا دم نکل گیا قدموں میں شاہؑ کے